فحش نگاری

سید عبید الزینی

اسلام اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ معاشرے میں کسی بھی عنوان سے برائیوں کا چرچا ہو، اسی لیے اس نے غیبت اور فحاشی کی اشاعت کو حرام قرار دیا ہے، لیکن بدقسمتی سے ہمارے اخبارات میں جنس و جرائم سے متعلق خبروں، مضامین اور تصویروں کو پوری تفصیل اور تزئین کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے اور بعض اخبارات تو یہ حرکت باقاعدہ طے شدہ پالیسی کے تحت اس لیے کرتے ہیں کہ لوگوں کے سفلی جذبات کو اپیل کرکے اپنی اشاعت میں اضافہ کریں۔ اسلام نے خواتین کو اپنی زیب و زینت چھپانے کا حکم دیا ہے، مگر اخبارات میں آرٹ اور کلچر کی خدمت کے نام پر ان کی ایسی تصویریں بھی نہایت اہتمام سے چھاپی جاتی ہیں، جنہیں عریاں تصاویر کہا جاتا ہے۔

اسلام نے مرد کو حکم دیا ہے کہ اگر کسی عورت کے حسن اور بناؤ سنگھار پر تمہاری نظر اچانک پڑ جائے تو نگاہیں پھیر لیا کرو، لیکن اخبارات میں عورتوں کی تصویریں سولہ سنگھار کے ساتھ شائع کی جاتی ہیں اور اسلام کے اس حکم پر عمل کرنے کے خواہش مند قاری کے لیے ہرگز یہ ممکن نہیں ہوتا کہ وہ ان پر نظر ڈالے بغیر اخبار پڑھ سکے۔

مغربی صحافت میں عریانی اور فحاشی کے مظاہر اس لیے نظر آتے ہیں کہ مغرب کے مادہ پرست معاشرے میں اس کو گوارا کیا جاتا ہے۔ ان کے پاس اخلاقی اور روحانی قدریں باقی نہیں رہی ہیں یا اگر ہیں تو ان کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے، لیکن ہمارا معاملہ بالکل مختلف ہے۔ ہمارے پاس اخلاقی اور روحانی بنیاد پر استوار ایک جامع معاشرتی نظام موجود ہے جس پر ہم عمل کرنے کے پابند ہیں۔ ایسی صورت میں ہمارے معاشرے کی ترجمانی کے دعویدار اخبارات کا مغربی معاشرے کے ترجمان اور عکاس اخبارات کے طور طریقے اپنانا اور اپنی اخلاقی قدروں کو ایک ایک کرکے چھوڑتے چلے جانا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے اور نہ یہ کوئی صحت مند علامت ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے دین کے احکام اور معاشرتی اقدار سے روگردانی کرتے چلے جا رہے ہیں اور ہمارے اندر مادہ پرستی کا مرض بڑھتا جا رہا ہے۔

ملحدانہ بیرونی تہذیب کی یلغار میں بجائے اس کے کہ حکومت ہمارے معاشرے کی ایمانی اور اخلاقی قدروں کا تحفظ کرنے میں عوام کا ساتھ دیتی، الٹا حکومت کے سرکردہ لوگ اپنے راسخ العقیدہ مسلمان نہ ہونے پر فخر کرتے ہیں اور اگر کسی کے بارے میں غلطی سے اسلامیت کا تاثر پیدا ہو جائے تو وہ اپنی صفائی پیش کرتا ہے اور برملا کہتا ہے کہ فلاں فلمی اداکارہ سے پوچھ لیں میں مذہبی لوگوں کی طرح کٹر نہیں ہوں۔ ایسے لوگوں کو اس بات سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے کہ اخبارات عریانی اور فحاشی سے متعلق اسلام کے مقرر کیے ہوئے کن حدود کا احترام کر رہے ہیں اور کن حدود کو پامال کر رہے ہیں۔ انہیں اگر کسی بات سے دلچسپی ہوتی ہے تو وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اخبارات میں ان کی ذات اور مفاد کے خلاف کوئی سیاسی تنقید یا نکتہ چینی شائع نہ ہونے پائے۔ اس ایک خاص غرض کے لیے تو اخبارات کے سر پر سنسر اور پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈی ننس کی تلوار ہمیشہ لٹکتی رہتی ہے۔ ان پر طرح طرح کی پابندیاں عائد کی جاتی ہیں، لیکن اس ایک بات کے سوا باقی امور میں اخبارات کو بالکل آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے کہ وہ چاہیں تو ملک میں عریانی اور فحاشی کا سیلاب لے آئیں یا کفر والحاد اور طرح طرح کے باطل عقائد اور نظریات کا پرچار کر کے پورے معاشرے کو اخلاقی طور پر بیمار، کھوکھلا، منافق اور بے ایمان بنا دیں!

اسلامی نقطہ نظر سے یہ صورتِ حال بڑی تباہ کن ہے۔ فحاشی کا فروغ تو دور کی بات ہے، اسلام تو اس بات کو بھی روا نہیں رکھتا کہ قتل، ڈکیتی، چوری چکاری اور بدکاری کی وارداتوں سے متعلق خبروں کو اس طرح شائع اور نشر کیا جائے کہ بیمار ذہن کے لوگ ان میں لذت محسوس کرنے لگیں اور ان کے نفسوں کو جرائم کی ترغیب ہونے لگے۔

قرآن مجید میں نفس انسانی کی تین قسموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک وہ نفس جو انسان کو برائیوں پر اکساتا ہے، اس کا نام نفس امارہ ہے، دوسرا وہ نفس جو غلط کام کرنے یا غلط سوچنے یا بری نیت رکھنے پر نادم ہوتا ہے اور انسان کو اس پر ملامت کرتا ہے، اس کا نام نفسِ لوامہ ہے اور اسی کو ہم آج کل کی اصطلاح میں ضمیر کہتے ہیں، تیسرا وہ نفس جو صحیح راہ پر چلنے اور غلط راہ چھوڑ دینے میں اطمینان محسوس کرتا ہے۔ اس کا نام نفس مطمئنہ ہے۔

معاشرے میں نفس مطمئنہ رکھنے والے لوگ بہت کم ہوتے ہیں، اکثریت نفس لوامہ کی ہوتی ہے، جن میں سے کچھ لوگ اللہ کی توفیق پا کر اپنے نفس کا تزکیہ کرتے ہیں اور نفس مطمئنہ والوں کے گروہ میں شامل ہو جاتے ہیں اور بعض لوگ شیطان کے بہکاوے میں آ کر توفیق الٰہی سے محروم ہو جاتے ہیں اور ان کا نفس لوامہ، نفس امارہ بن جاتا ہے۔ جس معاشرے میں ایسے لوگوں کی تعداد بڑھ جائے اس میں برائی کا دور دورہ ہو جاتا ہے، نیکی کمزور اور بے بس اور بدی غالب ہو جاتی ہے، سارا معاشرہ بگاڑ اور فساد میں مبتلا ہو کر رہ جاتا ہے۔

قرآن وسنت میں نیکی کا حکم دیتے رہنے اور برائی سے روکتے رہنے کی جو پیہم تاکید کی گئی ہے اس کی وجہ بھی انسانی نفس کی یہی کمزوری ہے کہ وہ بہت جلد غفلت کا شکار ہو کر برائی کی طرف مائل ہونے لگتا ہے، جس طرح کسی فرد کی جسمانی صحت کے لیے اچھے صاف ستھرے ماحول اور کھلی فضا میں سانس لینا ضروری ہے، اسی طرح افرادِ معاشرہ کی اخلاقی صحت کے لیے بھی

ماحول کا برائیوں اور جرائم سے پاک ہونا لازمی ہے۔ برائیوں کا چرچا برائیوں کے فروغ کا باعث بنتا ہے۔ اخبارات میں جرائم اور جنسی بے راہ روی کی وارداتوں کی اشاعت سے یہی نہیں کہ نفس لوامہ، نفس مطمئنہ نہیں بن پاتا بلکہ الٹا برائی کی ترغیب پا کر نفس امارہ کا درجہ حاصل کر لیتا ہے اور پھر خود بھی برائیاں کرتا ہے اور دوسروں کو بھی ان پر اکساتا ہے۔

ترغیب اور اکساہٹ کی یہ صورت جنسی بے راہ روی کی وارداتوں ہی کے لیے خاص نہیں ہر قسم کے جرائم سے برائی کی ترغیب ہو سکتی ہے اور ہوتی ہے، کیونکہ جرائم کی وارداتوں کے پس پردہ زر، زن اور زمین ہی کے محرکات ہوتے ہیں۔ زر اور زمین کا لالچ بھی آدمی کے نفس کو اپنی طرف متوجہ کر لینے کے لیے نہایت قوی محرک ہے۔ اس لیے یہ بات مسلم ہے کہ معاشرے میں برائی کا چرچا ہوگا تو جرائم میں بھی اضافہ ہوگا اور لوگوں میں شرم و حیا اور برائی سے نفرت کا جذبہ کمزور پڑ جائے گا۔ اس سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ’’جو شخص کسی کے عیب کی پردہ پوشی کرے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو رسوائی سے بچائے گا۔‘‘ اس ارشاد کا مقصد بھی مسلم معاشرے کو جرائم کے چرچے سے بچانا ہے۔ جرم کی خبریں عام ہونے سے دوسرے لوگوں کو بھی جرم کی ترغیب ملے گی۔ اس کے علاوہ خود مجرم کی فطری جھجک بھی کم ہوگی کیونکہ جب اسے معلوم ہوگا کہ میرا پردہ فاش ہو چکا ہے اور سب مجھے مجرم سمجھتے ہیں تو وہ جرم پر اور دلیر ہو جائے گا اور اس کی اصلاح قبول کرنے کے امکانات محدود ہو جائیں گے۔ اسی مصلحت کی طرف اشارہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور ارشاد میں بھی ملتا ہے، فرمایا: ’’جس نے کسی کا مخفی عیب دیکھ لیا اور اس پر پردہ ڈال دیا تو یہ ایسا ہے جیسے کسی نے ایک زندہ گاڑی ہوئی بچی کو موت سے بچا لیا۔‘‘ (الجصاص)

جس زمانے میں اطلاعات کی فراہمی کے ذرائع اتنے عام نہیں ہوئے تھے، جرائم بھی اتنے زیادہ نہیں ہوتے تھے۔ بڑے بوڑھے بتاتے ہیں کہ پہلے جب کہیں قتل ہو جاتا تھا یا چوری، ڈاکے یا اغوا کی کوئی واردات ہو جاتی تھی تو لوگوں میں زبردست خوف و ہراس اور صحیح معنوں میں سنسنی پھیل جایا کرتی تھی، لیکن اب جرائم کی خبریں کثرت سے شائع ہونے کی وجہ سے لوگ ان سے اتنے مانوس ہو گئے ہیں کہ جرائم کی عام وارداتوں میں خبریت ہی باقی نہیں رہی ہے اور برائی سے نفرت کا احساس بھی کم ہو گیا ہے۔

یہاں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ جرائم میں اضافے کی ذمہ دار صحافت کی ترقی ہے۔ لیکن یہ خیال اس لیے درست نہیں کہ جرائم کی خبروں کو نمک مرچ لگا کر پیش کرنا اور اخبار کی اشاعت بڑھانے کے لیے لوگوں کے سفلی جذبات کی تسکین کا سامان مہیا کرنا صحافت نہیں ایک ایسی بداخلاقی ہے جو کسی بیسوا کو تو زیب دے سکتی ہے مگر کسی صحافی کے شایانِ شان ہرگز نہیں ہو سکتی۔ حقیقت میں جرائم میں اضافے کی ذمہ دار، صحافت کی ترقی نہیں بلکہ صحافت کی اخلاق باختگی ہے۔ دوسرے ملکوں میں جرائم کی رپورٹنگ کے لیے قواعد بہت سخت ہیں۔ قانونِ ازالہ حیثیت عرفی پر سختی سے عمل ہوتا ہے، جس کی وجہ سے وہاں محض الزام کی بنیاد پر کوئی خبر نہیں چھپ سکتی۔ جرمنی میں جب تک ملزم کو عدالت سزا نہ سنا دے خبر میں اس کا نام نہیں چھپ سکتا۔

اسلام برائی اور فحاشی کے فروغ واشاعت کو قطعی طور پر حرام قرار دیتا ہے اور ایسا کرنے والوں کو ہولناک عذاب کی وعید سناتا ہے، بے حیائی، فحاشی اور منکرات کا فروغ، اصلاحِ معاشرہ اور تعمیر سیرت واخلاق کی اسلامی اسکیم کے لیے زہر ہلاہل کا حکم رکھتا ہے کیونکہ اسلامی معاشرے کے افراد کی امتیازی شان ان کے صالح اخلاق اور پاکیزہ زندگی ہوتی ہے صاف ستھری اور ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک زندگی بسر کرنا ان کے دین اور ایمان کا بنیادی تقاضا ہے۔ اسلام کی اساس پر قائم معاشرے کے افراد جس خدا پر ایمان رکھتے ہیں اس خدا کے بارے میں نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "خدا سب سے زیادہ غیرت مند ہے اور اس لیے اس نے بدکاریوں کو حرام کیا ہے۔" (صحیح مسلم)۔ ایک اور حدیث میں ہے: "ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی شاخ ہے۔" (صحیح بخاری)۔ جس طرح ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ تمام فواحش اور منکرات سے اجتناب کیا جائے اسی طرح حیا بھی انسان کو بے شرمی کی باتوں سے روکتی ہے اور ایمان ہی کا ایک جزو ہے۔

ایمان کے بعد اسلام کا دوسرا رکن نماز ہے جس کی پابندی مسلمان کے مسلمان ہونے کی علامت ہے۔ حشر کے دن بندے سے پہلا سوال نماز ہی کے بارے میں ہوگا۔ قرآن مجید میں اس نماز کا مقصد بھی یہی بتایا گیا ہے کہ وہ فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: "یقیناً نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔" (عنکبوت:45) گویا اقامتِ صلوۃ کی حکمت اور مقصد مسلمان معاشرے میں فحاشی اور منکرات کو پھیلنے سے روکنا ہے۔

اسلام کا تیسرا رکن زکوٰۃ ہے جس کا ایک مقصد انسان کو بخل کی بیماری سے بچانا ہے اور بخل کو بھی فحش کاموں میں شمار کیا گیا ہے۔ فحاشی انسان کی اخلاقی صحت کے لیے کس قدر مہلک اور مضرت رساں ہے، اس کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ قرآن کہتا ہے کہ اس کے قریب بھی نہ پھٹکو۔ "اور بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ کھلی ہوں یا چھپی"۔ (انعام:151)۔ "اے محمد! ان سے کہو کہ میرے رب نے بے شرمی کے کام حرام کیے ہیں، خواہ کھلے ہوں یا چھپے" اور پھر یہ بھی بتایا کہ بے شرمی کے یہ حرام کام کرنے اور ان کو عام کرنے کا انجام کیا ہے:

"جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحش پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں۔" (نور:19)۔ اس آیت کے الفاظ فحش پھیلانے کی تمام صورتوں پر حاوی ہیں۔ ان کا اطلاق عملاً بدکاری کے اڈے قائم کرنے پر بھی ہوتا ہے اور بداخلاقی کی ترغیب دینے والے اور اس کے لیے جذبات کو اکسانے والے قصوں، اشعار، گانوں، تصویروں اور کھیل تماشوں پر بھی، نیز وہ کلب اور ہوٹل اور دوسرے ادارے بھی ان کی زد میں آجاتے ہیں جن میں مخلوط رقص اور تفریحات کا انتظام کیا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ فحش پھیلانے کا اطلاق بدکاری کی وارداتوں کی تفصیلات کو مزے لے لے کر خبر کی صورت میں شائع کرنے پر بھی ہوتا ہے اور جو صحافی محض خبر کو دلچسپ بنانے کے لیے اپنی طرف سے کچھ رنگ آمیزی کرتا ہے وہ فحاشی کی اشاعت کے ساتھ ساتھ تہمت طرازی کا ارتکاب بھی کرتا ہے جس سے سختی کے ساتھ روکا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: "جو لوگ پاک دامن، بے خبر مؤمن عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔"

(نور:23)

حدیث میں آتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا ان سات کبیرہ گناہوں میں سے ہے جو موبقات (تباہ کن) ہیں۔“ اور طبرانی میں حضرت حذیفہؓ کی روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا سو برس کے اعمال کو غارت کر دینے کے لیے کافی ہے۔“

شریعت میں اس فعل کی سزا اسی کوڑے مقرر ہیں: ”اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں ان کو اسی کوڑے مارو اور ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو اور وہ خود ہی فاسق ہیں۔“ (نور:4) اس آیت کی تفسیر میں لکھا گیا ہے کہ: ”اس حکم کا منشا یہ ہے کہ معاشرے میں لوگوں کی آشنائیوں اور ناجائز تعلقات کے چرچے قطعی طور پر بند کر دیے جائیں کیونکہ اس سے بے شمار برائیاں پھیلتی ہیں اور ان میں سب سے بڑی برائی یہ ہے کہ اس طرح غیر محسوس طریقے پر ایک عام زناکارانہ ماحول بنتا چلا جاتا ہے۔ ایک شخص مزے لے لے کر کسی کے صحیح یا غلط گندے واقعات دوسروں کے سامنے بیان کرتا ہے، دوسرے ان میں نمک مرچ لگا کر اور لوگوں تک انہیں پہنچاتے ہیں اور ساتھ ساتھ کچھ مزید لوگوں کے متعلق بھی اپنی معلومات یا بدگمانیاں بیان کر دیتے ہیں۔ اس طرح نہ صرف یہ کہ شہوانی جذبات کی ایک رو چل پڑتی ہے، بلکہ برے میلانات رکھنے والے مردوں اور عورتوں کو یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ معاشرے میں کہاں کہاں ان کے لیے قسمت آزمائی کے مواقع موجود ہیں۔ شریعت اس چیز کا سد باب پہلے ہی قدم پر کر دینا چاہتی ہے۔ ایک طرف وہ حکم دیتی ہے کہ اگر کوئی زنا کرے اور شہادتوں سے اس کا جرم ثابت ہو جائے تو اس کو وہ انتہائی سزا دو جو کسی اور جرم پر نہیں دی جاسکتی اور دوسری طرف وہ فیصلہ کرتا ہے کہ جو شخص کسی پر زنا کا الزام لگائے وہ یا تو شہادتوں سے اپنا الزام ثابت کرے ورنہ اس پر کوڑے برسا دو تا کہ آئندہ وہ کبھی اپنی زبان سے ایسی بات بلا ثبوت نکالنے کی جرأت نہ کرے۔“

واقعہ افک یعنی حضرت عائشہؓ پر بہتان تراشی کے سلسلے میں ارشاد ہوتا ہے: ”جس نے اس میں جتنا حصہ لیا اتنا ہی گناہ سمیٹا اور جس شخص نے اس کی ذمہ داری کا بڑا حصہ اپنے سر لیا اس کے لیے تو عذاب عظیم ہے۔“ (نور:11) اس وعید کے ساتھ ہی یہ اصول بھی طے کر دیا گیا کہ ”مسلم معاشرے میں اجتماعی تعلقات کی بنیاد باہمی حسن ظن پر ہونی چاہیے۔ ہر شخص بے گناہ سمجھا جائے جب تک اس کے گناہ گار ہونے کا ثبوت نہ ملے۔ نہ یہ کہ ہر شخص گناہگار سمجھا جائے جب تک کہ اس کے بے گناہ ہونا ثابت نہ ہو جائے۔“ لہٰذا ارشاد ہوتا ہے: ”جس وقت تم لوگوں نے اسے سنا تھا اسی وقت کیوں نہ مومن مردوں اور عورتوں نے اپنے آپ سے نیک گمان کیا اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ صریح بہتان ہے وہ لوگ (اپنے الزام کے ثبوت میں) چار گواہ کیوں نہ لائے۔“ (نور:12، 13)۔ ”کیوں نہ اسے سنتے ہی کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات زبان سے نکالنا زیب نہیں دیتا، سبحان اللہ یہ تو ایک بہتان عظیم ہے۔“ (نور:16)۔ ”ذرا غور کرو اس وقت تم کیسی غلطی کر رہے تھے جبکہ تمہاری ایک زبان سے دوسری زبان اس جھوٹ کو لیتی چلی رہی تھی اور تم اپنے منہ سے وہ کچھ کہے جا رہے تھے جس کے متعلق تمہیں کوئی علم نہ تھا تم

اسے ایک معمولی بات سمجھ رہے تھے، حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بڑی بات تھی۔" (نور:15) یعنی جس جھوٹ کو مزے لے لے کر ایک دوسرے کو سنایا جارہا تھا وہ صرف جھوٹ ہی نہیں تھا بلکہ ایک فحش الزام اور بہتان بھی تھا اور دونوں صورتوں میں اس قابل نہ تھا کہ اسلامی معاشرے کے افراد اس کی اشاعت کا ذریعہ بنتے۔ کسی کے نزدیک یہ بات معمولی ہوتو ہو مگر اللہ کے نزدیک یہ ایک بڑی بات ہے۔ فحش اور بے حیائی کے کاموں سے انسانی نفس رغبت محسوس کرتا ہے اور یہ اس کی ایسی کمزوری ہے جو اس کے کھلے دشمن شیطان سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔

سورہ الاعراف میں اغوائے آدم کے واقعے کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا ہے: "شیطان کی پہلی چال جو اس نے انسانوں کو فطرتِ انسانی کی سیدھی راہ سے ہٹانے کے لیے چلی یہ تھی کہ اس کے جذبہ شرم وحیا پر ضرب لگائے اور برہنگی کے راستے سے اس کے لیے فواحش کا دروازہ کھولے اور اس کو جنسی معاملات میں بدراہ کردے۔ بالفاظ دیگر اپنے حریف کے محاذ میں ضعیف ترین مقام جو اس نے حملے کے لیے تلاش کیا وہ اس کی زندگی کا صنفی پہلو تھا اور پہلی ضرب جو اس نے لگائی وہ اس محافظ فصیل پر لگائی جو شرم وحیا کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں رکھی تھی۔" اس سلسلے میں قرآن کا بیان ملاحظہ ہو: "پھر شیطان نے ان کو بہکایا تاکہ ان کی شرمگاہیں جو ایک دوسرے سے چھپائی گئی تھیں ان کے سامنے کھول دے۔ اس نے ان سے کہا تمہارے رب نے تمہیں جو اس درخت سے روکا ہے اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا تمہیں ہیشگی کی زندگی حاصل نہ ہوجائے اور اس نے قسم کھا کر ان سے کہا کہ میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں، اس طرح دھوکا دے کر وہ ان دونوں کو رفتہ رفتہ اپنے ڈھب پر لے آیا۔ آخرکار جب انہوں نے اس درخت کا مزہ چکھا تو ان کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور وہ اپنے جسموں کو جنت کے پتوں سے ڈھانکنے لگے۔"

آج کل اخبارات کی اشاعت بڑھانے اور کاروباری لوگ اپنی تجارت اور مصنوعات کو مقبول بنانے کے لیے اشتہار بازی میں جن انسانی خواہشات کو استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان میں جنس اور حسن کی خواہش اور طلب سرفہرست ہے۔ اسی غرض کے لیے صرف تحریر ہی میں لذت اور جذباتیت نہیں پیدا کی جاتی۔ عریاں اور فحش تصاویر کا بھی سہارا لیا جاتا ہے اور بدقسمتی سے یہ سب کچھ تہذیب اور فن کی ترقی کے نام پر کیا جارہا ہے، بلکہ اب تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اچھے خاصے پابند صوم وصلوۃ لوگ بھی اس بات میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے کہ ان کی بہنیں اور بیٹیاں فیشن میں غرق ہوکر اپنی نیم عریاں تصاویر بنوائیں اور اخبارات میں چھپوائیں۔ اسلام کی نظر میں اس صورتِ حال کا کیا مقام ہے، اس کا اندازہ کرنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر ایک نظر ڈال لینا ہی کافی ہے: "آدمی اپنے تمام حواس سے زنا کرتا ہے، دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے، لگاوٹ کی بات چیت زبان کا زنا ہے، آواز سے لذت لینا کانوں کا زنا ہے، ہاتھ لگانا اور ناجائز مقاصد کے لیے چلنا، ہاتھ پاؤں کا زنا ہے بدکاری کی ساری تمہیدیں جب پوری ہوچکتی ہیں تب شرمگاہیں یا تو اس کی تکمیل کردیتی ہیں یا تکمیل کرنے سے رہ جاتی ہیں۔" (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

☆☆